تنویرالحسن احرار

دنیائے اسلام کے سب سے بڑے حکمران

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

اللہ تعالی نے انسانیت کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو دنیا میں بھیجا۔ سب سے آخر میں سب سے بلند درجہ نبی جناب سیدنا محمد کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دعوتِ فلاح دی۔ جنہوں نے دعوت قبول کی اللہ نے انعام کے طور پر ان کو کامیابی کا پروانہ اس دنیا میں عطاء کر دیا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک کم وبیش ایک لاکھ چوالیس ہزار لوگوں نے کلمہ اسلام پڑھا اور کامیابی کی سند حاصل کی۔ ان عظیم لوگوں کو صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہونے کی وجہ سے ''صحابی'' کہا جاتا ہے۔ اور انہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَصحابی کالنجوم میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستاروں میں ہر ستارے کی اپنی چمک اور روشنی ہے انہی روشن ستاروں میں ایک کا نام معاویہ بن ابی سفیان علیہم الرضوان ہے۔ آج ہم اسی مقدس ہستی کا تذکرہ کریں گے۔

نام ونسب: معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن ہاشم بن عبد مناف آپ کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں عبد مناف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

ولادت: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ظہور اسلام سے پانچ سال قبل 608 عیسوی میں مکہ میں پیدا ہوئے، گویا ہجرت نبوی کے وقت آپ کی عمر 18 سال اور فتح مکہ کے وقت 27 سال تھی۔

قبول اسلام: آپ رضی اللہ عنہ نے ابتداء اسلام میں ہی اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھا سردارِ مکہ ابوسفیان کے گھر پیدا ہونے کے باوجود جو کہ اسلام کے مقابلے ہر میدان کے لیڈر ہوتے تھے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی جنگ میں شرکت نہ کی۔ اسی بات کا اثر تھا کہ عمرۃ القضاء ۷ ہجری کے موقع پر اپنے اسلام قبول کرنے کا اظہار کیا اور خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن اُتارے اور بال تراشے۔

سخاوت و بہادری: آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی ایک سردار کا بیٹا ہونے کی وجہ سے آپ کے ماں باپ نے آپکی تعلیم وتربیت میں اس وقت کے عرب دستور کے مطابق کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ مختلف علوم وفنون سے آپکو آراستہ کیا۔ آپ کا شمار ان چند گنے چنے لوگوں میں ہونے لگا جو علوم وفنون سے آراستہ تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قبول اسلام سے قبل کے

مسجد ابوبکر صدیق، تلہ گنگ

حالات میں امام ابن کثیر لکھتے ہیں۔آپ قوم کے سردار تھے۔جن کی لوگ اطاعت کرتے تھے۔اور صاحبِ مال و دولت اور سخی تھے۔

کارہائے نمایاں: آپکے کے کارناموں کا آغاز حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت سے ہوتا ہے۔منکرین زکوٰۃ اور مدعیان نبوت کی سرکوبی میں پیش پیش تھے۔بعض روایات میں ہے کہ دشمن رسول، مدعی نبوت، مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے حربہ مارکر زخمی کیا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

فتوحات: خلافتِ صدیق اکبر، خلافتِ فاروق اعظم، خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہم میں نمایاں کردار رہا۔سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے بڑے بھائی سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے انتقال کے بعد 18 ھجری میں انہیں دمشق کا حاکم مقرر کر دیا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت کی ابتداء میں ہی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو پورے شام کا والی اور حاکم بنا دیا۔جنگ یمامہ کے بعد قیساریہ، صیدا، عرقہ، بیروت، انطاکیہ، طرابلس، عموریہ، ملطیہ، طرطوس، اناطولیہ، روم، قبرص جیسے علاقوں پہ قبضہ کر کے اسلامی مملکت کے جھنڈے گاڑے۔ان میں قیساریہ شہر کے معرکے میں 80 ہزار رومی مارے گئے یہ معرکہ بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سر کیا۔31 ھجری میں قیصر روم نے پانچ سو جہازوں کے ساتھ ساحل شام کے کناروں پر ہجوم کیا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی حکمت عملی نے رومیوں کو شکست فاش دی اور رومیوں کا تباہ حال لشکر قسطنطنیہ واپس لوٹا۔32 ھجری میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص پر حملہ اور قبضہ کیا اور پرچم اسلام لہرا دیا۔

پہلا بحری بیڑہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے بحری بیڑہ تیار کیا اس سے قبل رومیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کے پاس بحری حملوں کا جواب نہ تھا۔چار سو جہازوں پر مشتمل اس بحری بیڑے سے مسلمانوں کی بحری طاقت رومیوں سے بڑھ گئی۔اس طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری دور میں اسلامی مملکت کی حدود ہندوستان کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ کے ساحل اور یورپ کے صدر دروازے تک وسیع ہوگئیں۔

خلافتِ سیدنا علیٰ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، سسرِ عمر جرار، سیدنا علیٰ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے۔آپ جری و بہادر انسان تھے، طبقۂ منافقین جو روزِ اوّل سے ہی اسلام کی بہاروں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔طویل محنت کے بعد شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد نسل ابن ابی اور نسل ابن سباء کو کچھ کامیابی کے آثار نظر آئے اور اسلام کے دوشیروں کو قصاصِ عثمان کے مسئلے پر دست و گریبان کر دیا۔باہمی جنگوں کی وجہ سے بلخ، ہرات، بوشنج، باذنمس اور کابل کے علاقے باغی ہوگئے۔شہادت سیدنا علیٰ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ راشد وخامس وعادل برحق سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے

دوبارہ باغی علاقوں پر قبضہ کیا اوران ملکوں کا ایک چپہ زمین بھی قبضے سے نکلنے نہ دی۔

سلطنتِ اسلامیہ کا حدود اربعہ: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی افواج نے قسطنطنیہ کے بعد جزیرۂ روڈس اور جزیرۂ اڈواڈ کو بھی فتح کیا اس طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے چونسٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کر کے دین وعمل، سیاست وقوت، دولت وثروت کے لحاظ سے دنیا کی تمام اقوام وادیان پر غلبہ پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت **هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ** کی تکمیل فرمادی۔

فضل وکمال: علمی اعتبار سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نمایاں مقام تھا ابتداء میں لکھنے پڑھنے کی مہارت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاتب وحی بنایا تھا۔ مذہبی علوم میں اس قدر دسترس تھی کہ صاحب فتوٰی صحابہؓ میں شمار ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو علوم قرانیہ میں سب سے نمایاں تھے وہ ان کے تفقہ فی الدین اور قران مجید کی تفسیر وتاویل کے معترف تھے۔ 163 احادیث آپ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا! **فان اللّٰہ ورسولہٗ لیحبانہ** اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ سے محبت کرتے ہیں اس رشتہ کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہنوئی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی تھے دوسرا رشتہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی قریبۃ الصغرٰی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں اس رشتے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہم زلف تھے۔

سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما: جنگ صفین کے بعد کسی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا نہ کہو جب معاویہ رضی اللہ عنہ تمہارے درمیان سے اُٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سرتن سے جدا ہو جائیں گے۔ ایک موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاویہ میرا بھائی ہے ہم اس کی برائی پسند نہیں کرتے۔

سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبردار ہو کر امامت وخلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور فرمایا میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو شیعان علی کہتے ہیں۔

سیدنا حسین اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو کوفیوں نے ان دونوں شہزادوں کو ورغلانے کی ناکام کوشش کی۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت توڑنے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔ میں نے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور عہد کر لیا ہے اب میرے لیے توڑنا

مشکل ہے۔

وصیت اور وفات: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا:

''اللہ کا خوف کرتے رہنا خوف کرنے والے کو اللہ مصائب سے بچائے گا جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی مددگار نہیں۔ پھر اپنے ذاتی مال میں سے آدھا بیت المال میں جمع کرانے کا حکم دیا۔ تجہیز وتکفین کے متعلق وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کرتہ عنایت فرمایا تھا۔ اس کو اس دن کیلئے میں نے محفوظ کرلیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

● میں حکومت سے کہتا ہوں کہ:
وہ مفلسی و بیروزگاری کے مسئلے کو حل کرے
جو حکومتیں
اس مس[redacted]
یہ مسئلہ [redacted] ہے

(جلسۂ عام سے خطاب، ۱۹۳۰ء موچی دروازہ لاہور)

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بال مبارک اور ناخن شیشہ میں محفوظ ہیں۔ اس کرتہ میں مجھے کفن دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن اور بال میری آنکھوں میں رکھ دینا۔''

ان وصیتوں کے بعد 22 رجب 60 ھجری میں انتقال کیا۔ سیدنا ضحاک بن قیسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

● ''میں سر سے پاؤں تک سیاسی آدمی ہوں۔ میری یہ دِلی آرزو ہے کہ مسلمان رہوں اور اسلام پر قائم رہ کر مروں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں اسلام کا فرزند ہوں۔''

(۱۴؍جون ۱۹۳۱ء، بٹالہ)

● استبداد کی چکی کا دستہ
گورے کے ہاتھ میں ہو یا کالے کے ہاتھ میں
چکی وہی رہتی ہے......اور